SHEHRI

شہری

برائے بہتر ماحول

اپریل تا جون ۱۹۹۸ء

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جو شعور رکھتا ہو، دنیا کو یقیناً بدل سکتا ہے... مارگریٹ میڈ

اندرونی صفحات پر

- ایٹم بم کا استعمال
- کے بی سی اے کا کردار
- ماحولیاتی ابتری اور میڈیا کا کردار
- قانون اور غیر قانونی تعمیرات

حیدرآباد شہر، عظمت رفتہ کی تلاش میں

جامشورو اپنے تعلیمی اداروں کے لئے مشہور ہے، جن میں مہران یونیورسٹی، لیاقت میڈیکل کالج اور سندھ یونیورسٹی کیمپس شامل ہیں

شہری کی ایک ٹیم نے حیدرآباد کے باشندے اور 'شہری' کے سرگرم کارکن جناب سید غضنفر علی کی دعوت پر کلہوڑوں اور میروں کے قدیم شہر حیدرآباد کا حال ہی میں دورہ کیا۔

سپرہائی وے کے ذریعے حیدرآباد کا سفر اب ہائی وے کو ڈبل کردینے کی وجہ سے اور زیادہ محفوظ ہوگیا ہے اور اب پاکستان موٹروے منصوبے کو کراچی تک توسیع دینے کا پروگرام ہے۔ جس میں کراچی۔ حیدرآباد سیکشن شامل ہوگا۔ تاہم اس بات کی یقیناً اشد ضرورت ہے کہ سڑک کے کنارے واقع ہوٹلوں کی خدمات کا معیار بہتر بنایا جائے۔ صرف اتنا ہی کہنا کافی ہوگا کہ یہ ہوٹل زیادہ سے زیادہ دھوپ میں بچاؤ کے لئے سایہ اور آرام دہ (یا تکلیف دہ) چارپائیوں پر مشہور "دودھ پتی" چائے کی مختلف اقسام پیش کرتے ہیں۔

جامشورو اپنے تعلیمی اداروں کے لئے مشہور ہے جن میں مہران یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، لیاقت میڈیکل کالج اور سندھ یونیورسٹی کیمپس شامل ہیں۔ جامشورو شہر کے مختصر دورے کے بعد "شہری" کی ٹیم کوٹری بیراج (غلام محمد بیراج) پہنچی جو کراچی سے ۱۱۰ میل کے فاصلے پر حیدرآباد کے شمال میں واقع ہے۔

بیراج ۳۰۰۰ فٹ طویل ہے اور اس طرح ڈیزائن کیا گیا ہے کہ اس میں سے ۸ لاکھ ۷۵ ہزار کیوسکس سیلابی پانی کا ریلہ گزر سکتا ہے۔ اس میں ۶۰ فٹ چوڑے ۴۴ "بے" ہیں جن پر ۲۱ فٹ گہرے گیٹس لگے ہوئے ہیں۔ بیراج میں لاک چینل بھی ہے جس کے ذریعے دریائی آمدورفت کی سہولت فراہم کی گئی ہے اور کشتیوں کے گزرنے کے لئے لاگ چینل پر بنے ہوئے پل کے ایک حصے کو اوپر اٹھایا جاسکتا ہے۔

یہ صوبے کا سب سے بڑا آب پاشی کا منصوبہ ہے۔ اس بیراج سے چار نہریں کلری بگھار، پنیاری، پھلیلی اور لائنڈ چینل نکلتی ہیں اور حیدرآباد شہر سے گزرتی ہیں۔ یہ نہریں حیدرآباد، دادو اور ٹھٹھہ کے اضلاع کو آب پاشی کی سہولتیں فراہم کرتی ہیں۔

بیراج پر ہی مشہور "المنظر ریستوران" واقع ہے جو اپنی مچھلی کی خصوصی ڈشوں کے لئے مشہور ہے۔ یہ کہنا ضروری نہیں کہ یہ انگلیاں چاٹنے والا ذائقہ تھا۔ وہاں سے شہری کی ٹیم اپنی اصل منزل حیدرآباد شہر کے لئے روانہ ہوئی۔ حیدرآباد شہر جس کا نام اس کے بانی حیدر شاہ کلہوڑہ کے نام پر رکھا گیا ہے۔ عظیم دریائے سندھ کے کنارے واقع ہے جونہی آپ شہر کی حدود میں داخل ہوں شہروں میں آبادی کی منتقلی کے مصائب دور سے ہی نظر آنے لگتے ہیں۔

چھوٹے چھوٹے پلاٹوں پر فلیٹوں اور پلازوں کی تعمیر کا کام ہر طرف جاری ہے۔ یہ وہ عمل ہے جو کراچی کے شہری ماحول کو پہلے ہی تباہ کرچکا ہے۔ ٹیڑھی میڑھی سڑکوں پر ٹریفک انتہائی غیر منظم ہے۔

نوواردوں کے لئے حیدرآباد کا دورہ مشہور "ممبے بیکری" سے شروع ہوتا ہے۔ ہم نے بھی یہی کیا۔ نوآبادیاتی دور کی سرخ اینٹوں کی یہ عمارت بیکری کے بجائے کوئی ویزا یا امیگریشن آفس معلوم ہوتی ہے اور وہاں کی چہل پہل دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ خاصی دھکم پیل اور افراتفری کے بعد ٹیم کے ارکان چند کوپن حاصل کرسکے جن سے کچھ چاکلیٹ کیک

میروں کے مقبرے

شہری

بی 206 بلاک 2- پی ای سی ایچ ایس
کراچی۔ پاکستان
ٹیلی فون / فیکس 92-21-453-0646
E-mail address:shehri
@onkhura.com
(web site) URL http://www.
onkhura.com/shehri

ایڈیٹر : انیس ہارون
انتظامی کمیٹی
چیئرپرسن : قاضی فائز عیسیٰ
وائس چیئرپرسن : ڈکوریہ ڈی سوزا
جنرل سیکریٹری : امبر علی بھائی
خزانچی : اسامی شاہ
ارکان : نوید حسین، منظیب احمد

شہری اسٹاف
کوآرڈی نیٹر : مسز منصور
اسسٹنٹ کوآرڈی نیٹر : محمد ریحان اشرف

شہری ذیلی کمیٹیاں
آلودگی کے خلاف : نوید حسین
تحفظ ورثہ : دانش آزاد پولی حیدر ارحمٰن
میڈیا اور بیرونی روابط : حیدر ارحمٰن محسن جعفری، فرحان انور
قانون : قاضی فائز عیسیٰ، امبر علی بھائی، رولینڈ ڈی سوزا، ڈکوریہ ڈی سوزا، منظیب احمد
پارکس اور تفریح : منظیب احمد
مالی حصول : تمام ارکان

ذیلی کمیٹیوں کی رکنیت شہری برائے بہتر ماحول کے تمام ارکان کے لئے کھلی ہے۔ اس اشاعت میں شامل مضامین کو شہری کے حوالے کے ساتھ شائع کرنے کی اجازت ہے۔

ایڈیٹر / ادارتی عملہ کا خبرنامہ میں شائع ہونے والے مضامین سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

لے آؤٹ اور ڈیزائن : زیڈ لالا
پروڈکشن : انٹرپرس کمیونیکیشن

مالی تعاون : فریڈرک ناؤمان فاؤنڈیشن

رکن IUCN
دی ورلڈ کنزرویشن یونین

یہ جان کر افسوس ہوا کہ حیدرآباد کے کئی محلے مثلاً لطیف آباد، قاسم آباد، گاڑی کھاتہ، ہیرآباد وغیرہ لسانی بنیادوں پر تقسیم ہوچکے ہیں

خریدے جاسکے۔

تھکی ماندی لیکن پرعزم ٹیم بیکری سے لطیف آباد ٹاؤن شپ روانہ ہوئی جہاں ہمیں اپنے میزبان کی رہائش گاہ پر ڈیرے ڈالنے تھے۔ راستے کے مناظر بہت افسردہ کردینے والے تھے خاص طور پر ان لوگوں کے لئے جو اس شہر کو ماضی میں بہت صاف ستھرا دیکھ چکے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ سبزپیڑوں کا وجود ہی ختم ہوگیا ہے۔ گلیوں میں ہر طرف کچرہ بکھرا ہوا تھا۔

جب ہم عظیم الشان قلعے حیدر آباد کے قریب سے گزرے تو اس کی موجودہ حالت ناگفتہ بہ تھی۔ یہ جان کر افسوس ہوا کہ حیدر آباد کے کئی محلے مثلاً لطیف آباد، قاسم آباد، گاڑی کھاتہ، پریت آباد، ہیرآباد وغیرہ لسانی بنیادوں پر تقسیم ہوچکے ہیں۔ یہ مسئلہ جتنی جلد حل ہوجائے اتنا ہی بہتر ہے۔

کراچی کی طرح میونسپل اور صنعتی استعمال شدہ پانی کو ٹھکانے لگانے کا مسئلہ یہاں بھی درپیش ہے۔ بیشتر سیوریج کا پانی صفائی کے بغیر ہی پنیاری نہر میں بہا دیا جاتا ہے۔

دورے کا ایک اور اہم حصہ شاہی بازار کی سیر تھی۔ یہ تجارتی سرگرمیوں کا مرکز ہے۔ جہاں حیدر آباد شہر کی مشہور دستکاریوں اور مصنوعات دستیاب ہیں۔

اس بات کی اشد ضرورت محسوس کی گئی کہ شہر کے قدیم حسن کو محفوظ کیا جائے اور شہری ترقیات کے مسائل کو حل کیا جائے۔ حیدر آباد کے محبت کرنے والے اور محنتی شہریوں کو بہتر انتظامیہ کی ضرورت ہے۔

حیدر آباد شہر کے بارے میں

حیدر آباد دریائے سندھ کے بائیں کنارے پر واقع ہے اور برصغیر کے قدیم ترین شہروں میں سے ایک ہے۔ اس کی تاریخ زمانہ قبل از اسلام سے شروع ہوتی ہے جب شہر کے نزدیک پہاڑی سلسلے "گنجو ٹکر" کو عبادت گاہ کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔

جو علاقہ اب حیدر آباد کہلاتا ہے۔ کلہوڑہ اور میر حکمراں خاندانوں کے زمانے میں اس نے بہت شاندار دور دیکھا ہے۔ ۱۷۶۸ء میں غلام شاہ کلہوڑہ نے حیدر آباد شہر کی بنیاد رکھی تھی۔ ۱۸۴۳ء تک یہ سندھ کا دارالحکومت رہا جب انگریزوں نے میانی کی جنگ میں تالپور میروں کو شکست دی تھی۔

محل وقوع :

حیدر آباد کے شمال میں ضلع نواب شاہ، مشرق میں سانگھڑ اور تھرپارکر کے اضلاع، جنوب میں سجاول اور ٹھٹھہ واقع ہیں۔ دریائے سندھ ضلع حیدر آباد کی مغربی سرحد کے ساتھ ساتھ بہتا ہے۔

صنعت :

حیدر آباد کی صنعتی اور تجارتی سرگرمیوں میں کاٹن، جننگ، شیشے کا کام، چوڑیاں، چمڑے کا سامان، ٹیکسٹائل، سیمنٹ اور بناسپتی گھی کی صنعتیں شامل ہیں۔ حیدر آباد اپنے ریشم، سونے اور چاندی کے ورق، کشیدہ کاری، چوبی فرنیچر، کھڈی کی صنعت اور جفت سازی کے لئے بھی مشہور ہے۔ باقی صفحہ ۲۲ پر

کوٹری بیراج

حیدر آباد شہر کے بانیان کلہوڑوں کے مقبرے

سندھ میں کلہوڑوں کا عروج اٹھارویں صدی کے ابتدائی نصف حصے میں ہوا۔ اس دور کی سندھ کی تاریخ آویزشوں اور خانہ جنگی سے پر ہے کیونکہ کلہوڑہ حکمران اپنے مخالفین پر اپنا اقتدار مسلط کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ کلہوڑوں کا دعویٰ تھا کہ وہ حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے ہیں۔ کلہوڑا حکمراں اپنے نام سے پہلے 'میاں' کا لفظ استعمال کرتے تھے جس کا مطلب دنیاوی حکمرانوں کے بجائے مذہبی رہنما ہوا کرتا ہے اسی لئے انہیں 'فقیر' بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے ۱۷۰۱ء سے ۱۷۸۰ء تک تقریباً ۸۰ سال تک سندھ پر حکومت کی۔

کلہوڑہ حکمرانوں کے دور میں سندھ کے عظیم صوفی بزرگ شاہ عبدالطیف بھٹائی بھی گزرے ہیں۔ سندھ میں اپنی حکمرانی کے ۸۰ برسوں کے دوران کلہوڑوں نے سات مرتبہ اپنا دارالحکومت بدلا جس کی وجوہات سیلاب، سیاسی خطرات اور دریائے سندھ کا اپنا راستہ تبدیل کرنا تھا۔

حیدر آباد شہر میں تین بڑے کلہوڑا سردار میاں غلام شاہ کلہوڑا، میاں محمد سرفراز کلہوڑا اور میاں غلام نبی کلہوڑا مدفون ہیں۔

چونکہ کلہوڑا حکمراں ایک جگہ نہیں رہے اس لئے ان کے مقبرے قریب قریب نہیں بلکہ فاصلے پر واقع ہیں۔ ان مقبروں کی سب سے نمایاں خصوصیت کاشی ٹائلوں کا نفیس کام ہے جو سندھی آرٹ اور دستکاری کا بہترین نمونہ ہیں۔

میاں غلام شاہ کے مقبرے اور صحن کے چاروں طرف مٹی کی اونچی اونچی دیواریں اور برجیاں ہیں جن کی وجہ سے یہ کسی حکمراں کی آخری آرام گاہ کے بجائے کوئی فوجی چوکی نظر آتا ہے۔ مزار ایک اونچے چوکور پلیٹ فارم پر تعمیر کیا گیا ہے۔ چار دیواری پختہ اینٹوں سے تعمیر کی گئی تھی جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بوسیدہ ہوتی جارہی ہے۔ مقبرہ ۳۶ فٹ بلند ہے جبکہ پلیٹ فارم ۳ فٹ دس انچ بلند ہے۔

بلند بیرونی دروازہ تین افقی پینلز میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر در نسل کبھی رنگین گلیزڈ ٹائلوں سے مرصع تھا جن پر پھولوں کے ڈیزائن بنے ہوئے تھے۔ ان میں سے کئی ٹائلوں کو اب تک شدید نقصان پہنچ چکا ہے۔ کمرے کی دیواریں کسی زمانے میں پوری طرح آبی رنگوں سے بنے ہوئے نقوش و نگار سے ڈھکی ہوئی تھیں اور جابجا فارسی تحریریں تھیں لیکن اب بہت تھوڑا بچا ہے۔ دیواروں پر کندہ قرآنی آیات بھی اب مدہم پڑ گئی ہیں۔

اس دور کی دیگر یادگاروں کے برعکس میاں سرفراز خان کلہوڑہ کا مقبرہ اب بھی خاصی بہتر شکل میں موجود ہے۔ قبر چونے پتھر سے ایک اونچے پلیٹ فارم پر بنائی گئی ہے (یہ وہی جگہ ہے جہاں اسے بے دردی سے قتل کیا گیا تھا) مقبرے پر آرائشی پینلز بنائے گئے ہیں۔

میاں غلام نبی کلہوڑا کا مقبرہ ہشت پہلو ہے۔ دیوار میں بنی ہوئی ایک سیڑھی چھت تک جاتی ہے جس کا دروازہ جنوب مغربی سمت میں ہے۔ مقبرے کے باہر گلیزڈ ٹائلیں لگائی گئی ہیں جن پر اقلیدی اشکال اور قرآنی آیات لکھی ہوئی ہیں۔

یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ ان مشہور اور تاریخی عمارات کو مناسب تحفظ نہیں دیا گیا اور ان مقبروں سے بہت سی قیمتی اشیاء چوری کرلی گئی ہیں جبکہ مناسب دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے ان کے ڈھانچے کو بھی خاصا نقصان پہنچ چکا ہے۔

حیدر آباد کے شاندار ماضی کی ان تاریخی یادگاروں کو بحال کرنے کے لئے فوری اقدامات کی ضرورت ہے۔

قاضی فائز عیسیٰ

تجزیہ

معاشرے کے تمام طبقات کو غیر مسلح کیا جائے

پچاس برس قبل برصغیر کے مظلوم عوام نے آزادی مانگی تھی - عدم مساوات سے آزادی' بربریت سے آزادی' ظلم و جبر سے آزادی - اگرچہ ہم نے غیرملکی حکمرانوں سے آزادی حاصل کرلی' لیکن اب ہم ایک اور جابر کے غلام بن گئے ہیں- یہ جابر اور بھی زیادہ خطرناک ہے اور زیادہ نقصان پہنچا رہا ہے کیونکہ یہ کوئی باہر والا اور اجنبی نہیں - بلکہ ہم میں سے ہی ایک ہے یہ جابر وہ شخص ہے جو بندوق یا دوسرے اسلحے کا استعمال کرکے قوت کا اظہار کرتا ہے

ہمارا معاشرہ اب ایک ایسے مقام پر پہنچ چکا ہے جہاں اب اس بات پر مباحثہ ناگزیر ہوگیا ہے کہ ہمارا سماجی ماحول اب ہر قسم کے اسلحہ سے پاک ہونا چاہئے۔ رواداری کی اقدار کو فروغ دینے' تنازعات اور مسائل کے تصفیے کے لئے بحث و استدلال کو بطور اصول اختیار کرنے کی حوصلہ افزائی' اختلاف رائے کا حق دینے کی اجازت' معاشرے میں کثرت وجود کے تحفظ اور جمہوریت کی کامیابی کے لئے یہ ضروری ہے کہ معاشرے کے تمام طبقات کو بلا استثناء غیر مسلح کردیا جائے۔ فرد کی اظہار کی آزادی ہی دراصل آزاد معاشرے کی روح ہوتی ہے۔ ہمارے آئین نے اس بنیادی حق پر کوئی ناجائز قدغن نہیں لگائی ہے۔ دستور کا آرٹیکل ۱۹ واضح طور پر کہتا ہے کہ "ہر شہری کو تقریر اور اظہار کی آزادی کا حق حاصل ہوگا" لیکن ہمارے اس بنیادی حق کو دبایا جارہا ہے۔ کسی بھی عدم مساوات اور ناانصافی کے خلاف شہریوں کے احتجاج کو خاموش کرانے کے لئے بندوق استعمال کی جارہی ہے۔ مثال کے طور پر کراچی میں غیرقانونی عمارتوں اور منصوبے کے بغیر تعمیرات ایک سنگین مسئلہ ہیں۔ "شہری" نے کئی مواقع پر اس سلسلے میں اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے۔ اگر اخبارات پر نظر ڈالیں تو ایسی کئی مثالیں نظر آئیں گی۔ ایسا ظلم اب فوری طور پر بند ہونا چاہئے ورنہ ہمارے معاشرے میں انحطاط اور زوال کا عمل جاری رہے گا۔

سب سے زیادہ نقصان دہ بیماری جو ہمارے معاشرے کو بتدریج تباہ کررہی ہے وہ فرقہ واریت ہے۔ یہ کوئی نئی بیماری نہیں ہے۔ اس کی جڑیں ماضی میں بہت گہری دفن ہیں۔ لیکن حال ہی میں فرقہ وارانہ بنیادوں پر قائم گروپوں کے ہاتھوں میں جدید اسلحہ آجانے سے ان کی قوت اور صلاحیت بڑھ گئی ہے۔ یہ فرقے نفرت سے تحریک پاتے ہیں اور تشدد کو تنازعات طے کرنے کا ذریعہ مانتے ہیں یہ وہ اسلام ہرگز نہیں ہے جس میں تمام مسلمان برابر ہیں۔ یہ تو محض لوگوں کے ایک گروہ کی کج فہمی ہے جو ہمارے معاشرے کے ہر گوشے میں اپنے بازو پھیلا رہی ہے۔ اسے کیسے روکا جائے؟

سب سے پہلے تمام گروپوں کو غیر مسلح کیا جائے جن میں فرقہ وارانہ گروپ بھی شامل ہیں۔ آزادی اسی صورت میں پھولتی پھلتی ہے جب مذہب فعال ہو اور اس بات کو تسلیم کیا جائے کہ خدا کے دیئے ہوئے قانون کی پابندی کی جائے۔

ایک اور برائی جو ہمارے پرامن وجود کے لئے مہلک دشمن ثابت ہورہی ہے نسل پرستی ہے۔ آزادی کے وقت بھی پاکستان کئی نسلی برادریوں پر مشتمل تھا ہونا تو یہ تھا کہ قیام پاکستان کے بعد سب نسل پرستی کو بھول کر پاکستانی بن جاتے۔ لیکن ایسا نہیں ہوسکا کیونکہ نسل پرستی سے کچھ لوگوں کو فائدہ پہنچ رہا تھا۔ ان افراد یا گروپوں نے خود کو اپنی نسلی برادری کا سرپرست و محافظ مقرر کرلیا' ایسے تمام سرپرستوں کو فوری طور پر غیر مسلح کیا جائے۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے بچے بندوقوں سے کھیلتے ہوئے بڑے ہوں۔

ایک منصفانہ معاشرے میں پولیس اور قانون نافذ کرنے والی ایجنسیاں' شہریوں کے بنیادی حقوق اور قانون کے تحفظ کے لئے بنیادی لازمہ ہوتی ہیں تاہم پاکستان میں صورت حال اس گہرائی تک بگڑ ہے کہ پولیس حکومت کا وہ محکمہ بن گئی ہے جو سب سے زیادہ بدانتظامی کا شکار ہے۔ بعض اوقات پولیس والے یہ تصور کرنے لگتے ہیں کہ وہ ہر قانون سے بالاتر ہیں اور عوام کی خدمت کرنے کے بجائے انہیں دہشت زدہ کرتے ہیں ایسے مواقع پر ان کا سب سے بڑا ہتھیار اسلحہ کی نمائش اور اس کا استعمال ہوتا ہے۔

آج ہم اپنے گھروں میں بھی اور پبلک مقامات پر بھی غیر محفوظ ہیں۔ تشدد کا کلچر فروغ پا رہا ہے۔ ہم ہنگاموں اور قتل کے

باقی صفحہ ۲۱ پر

وقت کا مسئلہ

رولینڈ ڈی سوزا

غیرقانونی تعمیرات

دولت کمانے کی بے لگام روش

کراچی کی آبادی میں ہر ماہ پچاس ہزار نفوس کے اضافے کو روکا جائے

"کراچی بلڈنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ رولز ۱۹۷۹ء" اور "سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈی نینس ۱۹۷۹ء" کو حقارت کے ساتھ نظر انداز کردینے کے نتائج تباہ کن ثابت ہورہے ہیں اور یہ پاکستان کے آئین کے تحت شہریوں کو زندہ رہنے کا جو حق دیا گیا ہے اس کی بھی خلاف ورزی ہے۔ بنیادی سہولتوں پر زبردست دباؤ' سڑکوں اور کھلی جگہوں پر ناجائز تجاوزات' فضائی آلودگی' امن و امان کے مسائل یہ سب عوامل مل کر ایک ایسی انتشار کی کیفیت پیدا کررہے ہیں جو آج ہم ہر طرف دیکھ رہے ہیں۔

بلڈرز اور ان کے سرمایہ کاری کرنے والے پارٹنرز کا مطمح نظر "بے گھر افراد کے لئے گھر" نہیں بلکہ دولت اور منافع کمانے کی بے لگام خواہش ہے۔

عدالتوں کا کردار

شہری یہ محسوس کرتے ہیں کہ اس مسئلے کو حل کرنے کے سلسلے میں دو شعبوں میں عدالتیں مدد کرسکتی ہیں:

۱) ججوں کو اس مسئلے کی جزئیات اور تفصیلات کے بارے میں اپنے علم و آگہی میں اضافہ کرنا چاہئے تاکہ قانونی عمل کے غلط استعمال کو روکا جاسکے۔ بلڈرز مافیا عدالتی احکامات کو اپنی غیرقانونی تعمیراتی سرگرمیوں کو تحفظ دینے کے لئے استعمال کرتی ہے۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل تجاویز پر غور کیا جانا چاہئے۔

(الف) عوام کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈی نینس کے تحت کے بی سی اے کی نگرانی کے بغیر کوئی تعمیرات نہیں کی جاسکتیں۔ اس طرح اس قانونی ادارے کو تعمیراتی کام میں مداخلت کرنے سے نہیں روکا جاسکتا (حد تو یہ ہے کہ منظور شدہ نقشے کی حد تک اسٹینس کے احکامات کو بھی غلط استعمال کیا جارہا ہے)

(ب) تنازعہ میں اگر بظاہر مزید تحقیقات کی ضرورت ہو تو اسٹیٹس کو آرڈر جاری کیا جاسکتا ہے تاہم عدالت کو اس امر کو یقینی بنانا چاہئے کہ حکم امتناعی پر مندرجہ ذیل طریقے سے پوری طرح عمل ہو۔

○ بلڈر کو خاص طور پر ہدایت کی جائے کہ وہ مزید تعمیرات نہ کرے

○ اسے کہا جائے کہ وہ پیشگی طور پر ایسی تصاویر پیش کرے جس سے تعمیرات کی موجودہ سطح کو ثابت کیا جاسکے

○ تمام حقائق کا تعین کرنے کے لئے ایک کمشنر مقرر کیا جائے

> کراچی شہر میں حکومتی اداروں' بیوروکریٹس' سیاستدانوں اور جرائم پیشہ افراد کی سرگرم گٹھ جوڑ سے قوانین کی کھلی خلاف ورزی کرتے ہوئے بڑے پیمانے پر غیرقانونی تعمیرات کے ذریعے شہر کے تعمیراتی ماحول کو بتدریج تباہ کیا جارہا ہے--

○ کے بی سی اے کو ہدایت کی جائے کہ اگر اسٹیٹس کی خلاف ورزی کی جائے تو وہ فوری طور پر عدالت کو مطلع کرے

○ ضلعی انتظامیہ اور پولیس کو ہدایت کی جائے کہ وہ عدالتی احکامات پر عملدرآمد کی مانیٹرنگ کریں۔

(ج) عدالت کی جانب سے کے بی سی اے کو واضح طور پر مطلع کیا جائے کہ اس کی حیثیت کے بارے میں کوئی حکم امتناعی نہیں ہے وہ قانون اور اپنے اختیارات کے تحت ہروقت کارروائی کرسکتی ہے اور اگر بظاہر اس کے قانونی فرائض اور عدالتی احکامات کے درمیان کوئی تضاد نظر آئے تو عدالت کی جانب سے اس کی فوری وضاحت ہونی چاہئے۔

(د) چونکہ کے بی سی اے اور تعمیرات سے متعلق معاملات عوامی مفادات کے امور ہیں' لٰہذا کارروائی جلد ازجلد ہونی چاہئے' کیونکہ تاخیر سے صورت حال خراب ہوگی اور انصاف کا مقصد ختم ہوجائے گا۔

(ہ) متعلقہ شہریوں اور این جی اوز کو معاون کی حیثیت سے عدالت کی مدد کرنے کی دعوت دی جائے' (خاص طور پر ایسے کیسز کے لئے ہفتے یا پندرہ دن میں ایک باقاعدہ دن مقرر کردیا جائے)

۲) عدالتیں اس امر کو یقینی بنائیں کہ سرکاری ادارے (کے ڈی اے' کے بی سی اے' ڈویژنل اور ضلعی انتظامیہ' پولیس' ضلعی رجسٹرار' لیزر اور یوٹیلٹی کے ادارے کے ای ایس سی' کے ڈبلیو ایس بی' ایس ایس جی سی ایل' پی ٹی سی ایل وغیرہ)

تعمیراتی ماحول کے سلسلے میں اپنے قانونی فرائض انجام دے رہے ہیں اور غیرقانونی تعمیرات کی حوصلہ افزائی نہیں کررہے ہیں۔

قانون کی بالادستی برقرار نہ رکھنے والے حکام یا عدالتی احکامات کی خلاف ورزی کرنے والے افسران کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔

جب تک موجودہ افسوس ناک صورت حال خاصی حد تک بہتر نہ ہوجائے اور بیک لاگ ختم نہ ہوجائے عدالتوں کو (ہائی کورٹ کے ممبر انسپکشن ٹیم کی مدد سے) باقاعدگی کے ساتھ مذکورہ اداروں کی کارکردگی کا معائنہ کرتے رہنا چاہئے خصوصاً"

(الف) کے بی سی اے اور تعمیرات سے متعلق مقدمات کی ضلعی عدالتوں اور ہائی کورٹ میں پیروی

(ب) ایس بی سی او کے تحت فوجداری کارروائی کی پیروی

(ج) ناجائز تعمیرات کا انہدام

(د) غیرقانونی تعمیرات میں یوٹیلٹی کنکشنز کا انقطاع

(ہ) لیزر کی جانب سے لیز کی منسوخی

کے بی سی اے کا کردار

شہر کے تعمیراتی ماحول کو کنٹرول کرنا بنیادی طور پر کے بی سی اے کی ذمہ داری ہے' دوسرے حکومتی ادارے محض امدادی کردار ادا کرتے ہیں۔

کے بی سی اے کے افسران کی صفوں میں کرپشن کی وجہ سے ہی غیرقانونی تعمیرات کی شکل میں "سونے کی کان" کھل گئی ہے اور اب ایک "گولڈرش" دکھائی دیتا ہے۔ اس لوٹ مار میں دوسرے سرکاری افسران' سول انتظامیہ کے حکام' یوٹیلٹی کمپنیوں اور پولیس کے حکام' وزراء' سیاست دان غرض کہ ہر شخص اپنا اپنا حصہ چاہتا ہے۔

شہری اس سلسلے میں مندرجہ ذیل اقدامات تجویز کرتے ہیں۔

۱) کے بی سی اے فوری طور پر غیرقانونی عمارتوں کے تمام غیرقانونی حصے مکمل طور پر نیلام کردے۔ عمارت میں صرف دو تین سوراخ کردینے سے مقصد پورا نہیں ہوگا بلکہ "نوراکشتی" میں اور اضافہ ہوگا۔

۲) عمارت سربمہر کرنے سے مقصد پورا نہیں ہوتا کیونکہ کے بی سی اے' ضلعی انتظامیہ اور پولیس سیل توڑنے پر کوئی کارروائی نہیں کرتے ناجائز تعمیرات بالآخر بحال ہوجاتی ہیں۔ سربمہر کرنے کے عمل کو انہدام کا متبادل نہ بنایا جائے۔

۳) کے بی سی اے غیرقانونی تعمیرات میں ملوث مندرجہ ذیل لوگوں کے خلاف ایس بی سی او ۷۹ کے تحت فوری اور سخت قانونی کارروائی کرے۔

- ○ بلڈرز اور مالکان
- ○ آرکیٹیکٹس اور انجینئرز
- ○ غیرقانونی قابضین
- ○ گٹھ جوڑ کرنے والے کے بی سی اے کے افسران

اور انہیں اور بلڈرز کو دو سال قید کی سزا دینے کا مطالبہ کرے اس وقت جن چند مقدمات کا فیصلہ ہوا ان میں صرف ۲۰ ہزار روپے کا مضحکہ خیز جرمانہ کیا گیا۔ کیسز احتساب کمشنر کو بھی بھیجے جائیں۔

۴) کے بی سی اے ہر مہینے انگریزی' اردو اور گجراتی کے ممتاز اخبارات میں ایک مرتبہ نمایاں طور پر اشتہار شائع کرائے جس میں غیرقانونی طور پر تعمیر کی جانے والی کثیرالمنزلہ عمارتوں کی فہرست ہو تاکہ عوام کو معلومات اور انتباہ ہو۔ (نجی مکانات میں چھوٹی موٹی خلاف ورزیوں کی فہرست دینے کی ضرورت نہیں)

- ○ سوک سینٹر گلشن اقبال میں کے بی سی اے کے "پبلک انفارمیشن کاؤنٹر" سے منظور شدہ نقشوں کی تفصیلات اور نقول دستیاب ہوں گی۔
- ○ کہ وہ ان تعمیراتی منصوبوں میں رقم نہ لگائیں جن کے لئے کے بی سی اے نے باقاعدہ این او سی جاری نہ کیا ہو۔
- ○ کہ کے بی سی اے کے جاری کردہ باقاعدہ تکمیل اور قبضے کے سرٹیفکیٹ کے بغیر عمارت کا قبضہ لینا تعزیری جرم ہے۔

> تعمیرات میں قانونی خلاف ورزی سے بنیادی سہولتوں پر دباؤ' سڑکوں اور کھلی جگہوں پر ناجائز تجاوزات' فضائی آلودگی اور امن و امان کے مسائل پیدا ہورہے ہیں

۵) کے بی سی اے ہر ماہ ضلعی عدالتوں میں زیرسماعت مقدمات کے بارے میں ہائی کورٹ کو مکمل گوشوارہ پیش کرے۔ فضول مقدمے بازی اور عدالتی احکام کی غلط توضیح اور استعمال کو کم کرنے کے لئے کے بی سی اے اہل وکلاء کی خدمات حاصل کرے۔

۶) کے بی سی کے جو افسران غفلت یا بدعنوانی کے مرتکب ہوں ان کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جائے اور انہیں ملازمت سے برطرف کیا جائے۔ ان کے خلاف ایس بی سی او ۷۹ کے تحت فوجداری کارروائی بھی کی جائے۔

۷) کے بی سی اے' عدالتوں کی مدد کرنے اور صحیح حقائق پیش کرنے کے لئے پہلی یا دوسری پیشی پر اپنے سینئر افسران (ڈی سی یا سی او بی) کو بھیجے۔ (یہ اس صورت میں اور بھی موثر ہوگا جب ہفتہ وار بنیاد پر غیرقانونی تعمیرات کے مقدمات کی سماعت کے لئے "گرین بینچ" مقرر کئے جائیں)

کے بی سی اے موجودہ خطرناک صورت حال کو موثر طور پر کنٹرول کرسکتی ہے (جیسا کہ فی الوقت ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کررہی ہے اور موجودہ رجحان قطعی طور پر الٹا ہوسکتا ہے بشرطیکہ حکومت مطلوبہ سیاسی عزم کا مظاہرہ کرے)

دوسرے قانونی اداروں اور یوٹیلٹی ایجنسیوں کا کردار

اس کھیل کے دوسرے کھلاڑی بھی مسائل ٹھیک کرنے میں بہت کچھ کرسکتے ہیں' اس ضمن میں شہریوں کی تجویز ہے کہ

۱) ضلعی انتظامیہ اور پولیس عدالتی احکامات پر عملدرآمد کی سختی سے نگرانی کریں۔ بلڈرز کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے عدالتی احکامات کی غلط توضیح کا خاتمہ کیا جائے اور کے بی سی اے کو فوری اور موثر امداد فراہم کی جائے۔

۲) کے بی سی اے جب کسی عمارت کو غیرقانونی قرار دے تو یوٹیلٹی کمپنیاں فوری طور پر سپلائی منقطع کردیں۔ خاص طور پر بجلی منقطع کرنے سے بہت فرق پڑے گا۔ کے ای ایس سی کو ایسے بلڈرز اور قابضین کے خلاف قانونی کارروائی کرنی چاہئے جو "کنڈہ" استعمال کرتے ہوں۔ کے ای ایس سی' ایس ایس جی سی ایل' کے ڈبلیو ایس بی اور پی ٹی سی ایل باقاعدگی سے ڈس کنکشن کے بارے میں ہائی کورٹ کو ماہانہ رپورٹ بھیجیں۔

۳) لینڈ لیزرز (کے ایم سی' بورڈ آف ریونیو' کے ڈی اے' پی ای سی ایچ ایس اور ہاؤسنگ سوسائیٹیاں) تعمیراتی قوانین کی خلاف ورزی پر فوری طور پر لیز کی شرائط کے مطابق لیز منسوخ کردیں۔ منسوخی کے بارے میں باقاعدگی سے ہائی کورٹ کو ماہانہ رپورٹ بھیجی جائے۔

حرف آخر

پاکستان کے نظام میں تبدیلی کی تازہ ہوا چل رہی ہے۔ شہری اپنے حقوق اور ذمہ داریوں سے زیادہ آگاہ ہورہے ہیں وہ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ اس شہر کے مالک شہری ہی ہیں اور وہی وزراء' ارکان قومی اسمبلی' بیوروکریٹس اور دوسرے سرکاری حکام کی تنخواہیں ادا کرتے ہیں جن کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ شہریوں کی املاک اور ان کے حقوق کی حفاظت کریں۔

اس کے ساتھ ہی تمام شہریوں کو اس بات کا بھی احساس ہونا چاہئے کہ مذکورہ بالا کا تعلق اس مسئلے کی صرف ایک علامت سے ہے جو کراچی شہر کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے۔ یعنی بڑھتی ہوئی آبادی کا مسئلہ' حکومت سندھ کو ہنگامی بنیادوں پر اس مسئلے کے اسباب سے نمٹنا چاہئے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ

- کراچی کی آبادی میں ہر ماہ ۵۰ ہزار نفوس کے اضافے کو کم کیا جائے اور دیہی علاقوں سے آبادی کی شہروں کو منتقلی کم از کم پچاس فیصد کم کی جائے۔
- شہر کی آبادی میں اضافے کے پیش نظر مضافات میں زمینوں اور رہائشی سہولتوں کو ترقی دی جائے' اندازہ ہے کہ ۲۰۱۵ء تک اس میگا پولس کی آبادی ۲۰ء۵ ملین ہوجائے گی۔
- مناسب بنیادی سہولتوں (پانی' بجلی' سیوریج' کچرہ اٹھانے' اسکول' پارک' ہسپتال وغیرہ) کو مضافاتی علاقوں بشمول کے ڈی اے اسکیم نمبر ۳۳' ۳۶ اور نارتھ کراچی میں بھی ترقی دی جائے تاکہ اندرون شہر پر آبادی کا دباؤ کم ہو۔
- ایک موثر ٹرانسپورٹ کے نظام کو ترقی دی جائے (جس میں ماس ٹرانزٹ' ناردرن اور سدرن بائی پاس اور مناسب بس اسٹینڈ بھی شامل ہوں) تاکہ مضافاتی علاقوں کو اور زیادہ پرکشش بنایا جاسکے۔
- اندرونی شہر جو گودام اور منڈیاں گنجانی کا سبب بن رہی ہیں انہیں بائی پاس پر منتقل کیا جائے۔

حکومت ان مسائل کا حل تلاش کرے اور مناسب ترقیاتی پروگرام بنائے اور قانون سازی کرے۔ شہریوں اور پریشر گروپس کو چاہئے کہ وہ حکومت کو ایسا کرنے کے لئے مجبور کریں۔

(رولینڈ ڈی سوزا الیکٹریکل انجینئر اور شہری برائے بہتر ماحول کی لیگل سب کمیٹی کے رکن ہیں)

شہری فوٹو البم

ہماری نئی نسل میں ماحولیاتی شعور بڑھ رہا ہے

ایک پارک میں تجاوزات

پیدل سڑک پار کرنے کے لئے بنائے گئے پل زیادہ مفید ثابت نہیں ہوئے

اسپتالوں کے فضلہ کو ٹھکانے لگانے کا نامناسب طریقہ باعث تشویش ہے

شہری مسائل کا مداوا

عدالتوں کو سبز بنانا ضروری ہے

مسلسل غربت نے یہ ثابت کردیا ہے کہ ماحولیاتی ابتری سے متاثر ہونے والے لوگ اکثر دوسرے ہوتے ہیں جبکہ ترقیاتی سرگرمیوں سے فائدہ اٹھانے والے اور ہیں

تبصرہ

ثناء اے منہاس

وہ شہری جو ناجائز تعمیرات کے نتیجے میں پیدا ہونے والے اپنے ماحولیاتی مسائل کا مداوا چاہتے ہیں انہیں معلوم ہونا [illegible]

اب تک ہم نے صرف مخالف گواہوں کے بارے میں سنا ہے لیکن مخالف جج؟ یہ ایک قطعی مختلف مسئلہ ہے جس پر قابو پانا خاصا دشوار ہے۔ پائیدار ترقی' ماحولیاتی قانون یا ماحولیاتی انحطاط' فضا' شور اور پانی کی آلودگی یہ سب نعرے کی حد تک اچھے لگتے ہیں لیکن اس لغات کی ابتدائی تعریف کیا ہے۔ قانون کے طلبہ کی تو بات جانے دیجئے' اس پر بھی بڑے اطمینان کے ساتھ شرط لگائی جاسکتی ہے کہ بینچ کے ارکان بھی اس سے بے خبر ہیں۔ اس سے اس منطق کی نفی ہوتی ہے کہ ہو سکتا ہے وہ کسی ایسی چیز کو روک دیں یا اجازت دے دیں جس کے بارے میں وہ خود کچھ نہیں جانتے۔

ایک عام غلط فہمی یہ ہے کہ ماحول کا رشتہ معاشیات سے جڑا ہوا ہے۔ ماحول کے تحفظ کا مطلب ترقی یا عدم ترقی کے درمیان انتخاب نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ ترقی کیسے کی جائے۔ عالمی ادارہ صحت کے مطابق ماحولیاتی انحطاط کے تدارکی اقدامات کی لاگت' احتیاطی تدابیر کی لاگت سے زیادہ ہوتی ہے۔

معاشی سرگرمیوں کے فوائد میں اکثر مبالغہ آرائی کی جاتی ہے اور ماحولیاتی نقصان کی لاگت کو نظرانداز کردیا جاتا ہے۔ اس سے ہم میں یہ غلط ذہنی رویہ پیدا ہوتا ہے کہ ماحولیاتی وسائل "مفت" دستیاب ہیں اور ان سے کوئی بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے مسلسل غربت نے اب یہ بات ثابت کردی ہے (جیسا کہ تیسری دنیا کے تمام ملکوں میں ہو رہا ہے) کہ ماحولیاتی ابتری سے متاثر ہونے والے لوگ اکثر دوسرے ہوتے ہیں جبکہ ترقیاتی سرگرمیوں سے فائدہ اٹھانے والے اور ہیں۔

ہمارے جیسے ملک میں جہاں آئین خصوصی طور پر صاف ستھرے ماحول کی ضمانت نہیں دیتا۔ موجودہ بنیادی حقوق کو اور زیادہ "سبز" بنانے کی ضرورت ہے (جیسا کہ بھارت میں کیا گیا حالانکہ یہ ریاست اور شہریوں کا فرض قرار دیا گیا ہے کہ وہ ماحول کا تحفظ کریں۔)

اگر ہمارے صحت مند ماحول کے حق دلانے کا کام ایسے لوگوں کے سپرد کیا جائے جو اس کام کے لئے مناسب بھی نہ ہوں اور انہیں اس کی تربیت بھی نہ ہو تو اس سے فائدہ پہنچنے کے بجائے مزید تباہی پھیلے گی۔ لہٰذا ان حقوق کو سبز (گرین) بنانے سے قبل ذہنوں کو سبز (گرین) بنایا جائے

شہری کی رکن کے لئے اعزاز

ثناء منہاس "شہری" کی رکن اور پیشے کے اعتبار سے وکیل ہیں۔ وہ حال ہی میں میرٹ کے ساتھ ایک سالہ اسکالر شپ پروگرام مکمل کرکے برطانیہ سے واپس آئی ہیں اس کے علاوہ انہیں دو باوقار برٹینیا پر - میرا ایوارڈ ۱۹۹۶/۹۷ء سے بھی نوازا گیا ہے۔ یہ ایوارڈز پانے والوں کا انتخاب ان کے شاندار تعلیمی ریکارڈ کی بنیاد پر کیا جاتا ہے اور اس بات کا بھی جائزہ لیا جاتا ہے کہ ایوارڈ ہولڈرز برطانیہ سے اپنے وطن واپس آکر کتنا اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔

ثناء اکرم منہاس اس وقت شہر کے ایک مشہور وکیل کی معاون کے طور پر کام کررہی ہیں۔ ان کی دلچسپی کا اہم شعبہ دستوری قانون اور خصوصیت کے ساتھ ماحولیاتی قانون ہے۔ شہری اپنی قابل قدر رکن کو مبارک باد پیش کرتا ہے اور مستقبل میں اپنی تمام کاوشوں میں ان کی کامیابی کے لئے دعاگو ہے۔

شاہ محمد مصباح

کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی کا کردار

کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی کے اختیارات اور عملدرآمد کے طریق کار کے بارے میں کئی غلط فہمیاں ہیں جن کی وضاحت کی ضرورت ہے تاکہ شہری "کے بی سی اے" کے کردار کو زیادہ بہتر طور پر سمجھ سکیں۔

تین شعبوں کی وضاحت کرنا لازمی ہے۔

- کے بی سی اے کے اختیارات
- عملدرآمد میں مشکلات
- بہتری کے لئے تجاویز

کے بی سی اے کے اختیارات

مقاصد :

منصوبہ بندی میں باقاعدگی پیدا کرنا

تعمیراتی معیار میں باقاعدگی

تعمیراتی کنٹرول میں باقاعدگی

وصول کی جانے والی قیمتوں میں باقاعدگی

پلاٹوں اور بلڈنگوں کی فروخت کی پلبسی میں باقاعدگی پیدا کرنا

خطرناک اور خستہ حال عمارتوں کے انہدام میں باقاعدگی

مذکورہ بالا مقاصد پر عملدرآمد کے اختیارات

سیکشن ۔ ۵ = پلاٹوں کی فروخت

سیکشن ۔ ۶ = نقشوں کی منظوری

سیکشن ۔ ۷ = ناجائز تعمیرات کے انہدام کے اختیارات

سیکشن ۔ ۸ = پیشہ ور افراد کو لائسنس کا اجراء

سیکشن ۔ ۹ = بلڈرز اور ڈیولپرز کو لائسنس کا اجراء

سیکشن ۔ ۱۱ = عمارتوں اور پلاٹوں کا بامجاز معائنہ

سیکشن ۔ ۱۲۔ ۱۳ = این او سی جاری کرنے کے اختیارات اور قیمت فروخت میں باقاعدگی پیدا کرنا

سیکشن ۔ ۲۱۔ ۱۷ = کے تحت اتھارٹی کو سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈی نینس کے مقاصد کی تکمیل کے لئے قواعد و ضوابط مقرر کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

مشکلات اور رکاوٹیں

بظاہر تو مذکورہ بالا اختیارات مطلق اختیارات معلوم ہوتے ہیں لیکن عملدرآمد کے دوران بعض مشکلات اور رکاوٹیں درپیش آتی ہیں جو یہ ہیں:

- مقامی انتظامیہ، پولیس اور یوٹیلٹی سروسز کی جانب سے عدم تعاون
- خلاف ورزی کرنے والوں کے حق میں آئے دن حکم امتناعی کا اجراء
- عدالتی احکامات کا غلط استعمال
- سیاسی مداخلت
- مختلف دفاتر مثلاً بورڈ آف ریونیو، کے ایم سی، کے ڈبلیو ایس بی، کے ای ایس سی وغیرہ کے درمیان رابطہ نہ ہونا
- بلڈنگ کنٹرول کے فرائض مختلف ایجنسیوں کے پاس ہونا جن کے تعمیراتی قوانین یکساں نہیں ہیں۔

اصلاح کے لئے تجاویز

حالیہ مہینوں میں کچھ اصلاحات پہلے ہی کی جاچکی ہیں۔ بلڈنگ کنٹرول کے سلسلے میں سخت کنٹرول اور موثر اقدامات

- پلنتھ لیول این او سی
- منصوبے کی تشہیر اور فروخت کے بارے میں کے بی سی اے کی باقاعدہ منظوری عوام کے علم میں لائی گئی ہے اور کارکردگی کو شفاف بنایا گیا ہے۔
- عدالتوں خصوصاً ہائی کورٹ میں کارکردگی کو بہتر بنایا گیا اور مختصر مدت میں خاصے بہتر نتائج حاصل کئے گئے
- عدالتی احکامات کے مطابق انہدام اور سربمہر کرنے کی کارروائیاں کی گئیں۔
- کے بی سی اے میں انتظامیہ کی تنظیم نو کی گئی ہے جس میں عملے کے خلاف تعزیری کارروائی بھی کی گئی ہے۔ ۲۲۹ معطل کئے جانے والوں میں سے ۱۴ کے خلاف اب بھی تحقیق جاری ہے۔
- غلط کار پروفیشنلز اور بلڈرز کے لائسنسوں کی منسوخی

مزید اصلاح کے لئے تجاویز

- ایس بی سی او ۷۹ اور قواعد میں ترمیم (پہلے ہی کام جاری ہے)

یوٹیلٹی سروسز کے ساتھ رابطہ

- کے بی سی اے کی جانب سے کسی عمارت کو غیرقانونی یا ناجائز قرار دیئے جانے کے بعد کوئی یوٹیلٹی سروس فراہم نہ کی جائے
- این او سی یا عارضی کنکشن میں صرف اسی مدت کے لئے توسیع کی جائے جو بلڈرز کو دی گئی ہو۔
- باقاعدہ کنکشن صرف اسی صورت میں پندرہ دن میں دیئے جائیں جب تکمیلی پلان یا این او سی کی صورت میں این او سی دے دیا جائے۔
- رجسٹریشن کے قانون میں تبدیلی اور

باقی صفحہ ۲۲ پر

شہری کی سرگرمیاں

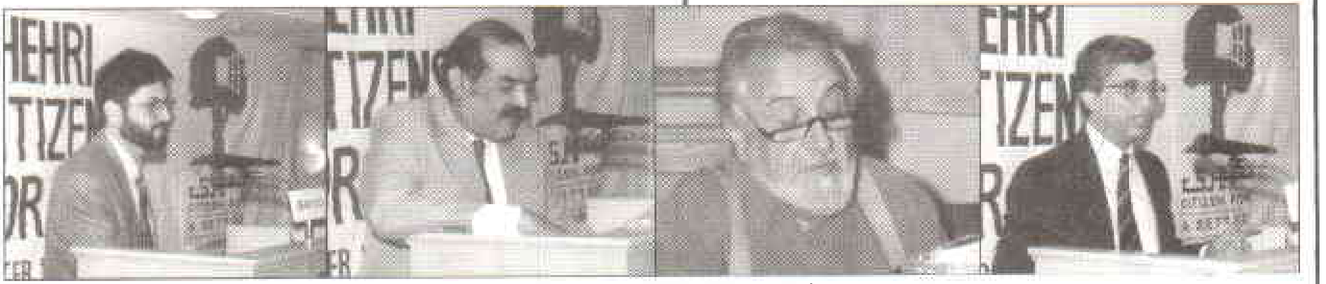

رولینڈ ڈی سوزا، اردشیر کاوس جی، جسٹس صبیح الدین احمد اور قاضی فائز عیسیٰ خطاب کر رہے ہیں

قانون اور کراچی میں غیر قانونی تعمیرات!

شہریوں کو چاہئے کہ کے بی سی اے، کے ڈی اے، انتظامیہ یا عدالتوں پر ذمہ داری ڈالنے کے بجائے خود متعلقہ قوانین کے بارے میں آگہی کا مظاہرہ کریں

"شہری" نے گزشتہ دنوں مقامی ہوٹل میریٹ میں فریڈرک نومان فاؤنڈیشن کے تعاون سے ایک سیمینار منعقد کیا۔ سیمینار کا موضوع "قانون اور کراچی میں غیرقانونی تعمیرات" تھا۔ سیمینار کی صدارت مسٹر جسٹس صبیح الدین احمد نے کی۔ اپنی صدارتی تقریر میں انہوں نے کہا کہ شہر میں تعمیراتی قوانین کی خلاف ورزی' استثناء کے بجائے عام معمول بن چکی ہے۔ شہریوں کو چاہئے کہ کے بی سی اے' کے ڈی اے' شہری انتظامیہ یا عدالتوں پر ذمہ داری ڈالنے کے بجائے خود متعلقہ قوانین کے بارے میں شعور اور آگہی کا مظاہرہ کریں تاہم انہوں نے کہا کہ کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی کے محکمہ قانون کی کارکردگی کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔

جسٹس صبیح الدین نے ماحولیاتی انحطاط کے خلاف جدوجہد میں اعلیٰ عدالتوں کے کردار کی تعریف کی اور اس بات پر زور دیا کہ آئندہ بھی جج صاحبان اس سلسلے میں زیادہ کڑی نظر رکھیں۔

اس سے قبل "شہری" کے چیئرمین قاضی فائز عیسیٰ نے افتتاحی کلمات کے ساتھ بیرسٹر نعیم الرحمان کو اپنا مقالہ پیش کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے کراچی میں غیرقانونی انداز میں بلند و بالا عمارتوں کی تعمیر کے مسائل پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اس ضمن میں عام شہریوں اور وکلاء کے درمیان زیادہ آگہی کی ضرورت ہے تاکہ وہ اپنے اور شہر کے مفادات کی بہتر انداز میں نگہبانی کر سکیں۔ انہوں نے بلڈرز کی جانب سے افتتاحی احکامات حاصل کر کے اور پھر اپنی غیرقانونی تعمیراتی سرگرمیاں جاری رکھنے کے طریقے کے بارے میں تفصیلات بتائیں اور زور دیا کہ قانون کا نفاذ سختی سے ہونا چاہئے اور قانون کی مناسب وضاحت ہونی چاہئے۔

انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ ججوں اور وکلاء کے کام کا

شہری کے سیمینار کے شرکاء

سیمینار کے شرکاء

جناب نعیم الرحمٰن

ججوں اور وکلاء کے کام کا معیار گرتا جارہا ہے' جس کی وجہ سے حصول انصاف میں دشواریاں پیش آرہی ہیں

معیار بھی گرتا جارہا ہے جس کی وجہ سے حصول انصاف میں دشواریاں پیش آرہی ہیں۔ انہوں نے حکومت اور نوکرشاہی کاموں کو زیادہ شفاف بنانے کی ضرورت پر زور دیا۔ بیرسٹر نعیم الرحمان نے کہا کہ غیرقانونی تعمیرات کی وجہ سے شہری سہولتوں کے نظام پر زبردست دباؤ پڑ رہا ہے۔ انہوں نے فلاحی پلاٹوں پر بلند عمارتیں تعمیر کرنے کی بھی مذمت کی۔

کے ڈی اے اور کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی کے ڈائریکٹر جنرل شاہ محمد مصباح نے اپنے مقالے میں کے بی سی اے کے کردار پر روشنی ڈالی انہوں نے ادارے کے اغراض و مقاصد اور قانونی اور انتظامی اختیارات پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ کے بی سی اے کے کام میں کئی دشواریاں حائل ہیں جن میں مقامی [illegible]امیہ اور خدمات فراہم کرنے والے اداروں کا عدم تعاون' غلط کام کرنے والوں کے حق میں امتناعی احکامات کا اجراء' عدالتی احکامات کا غلط استعمال' سیاسی مداخلت اور مختلف اداروں کے درمیان رابطے کا فقدان شامل ہیں۔ انہوں نے کے بی سی اے کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے مختلف اقدامات کی بھی تفصیلات بتائیں۔

شہری کے رکن مسٹر رولینڈ ڈی سوزا نے تفصیل کے ساتھ بتایا کہ اس بحران کے خاتمے کے سلسلے میں عدالتیں' کے بی سی اے اور دیگر ادارے کیا ممکنہ تعمیراتی کردار ادا کرسکتے ہیں۔ انہوں نے "شہری" کی جانب سے متعدد تجاویز پیش کیں۔

کمشنر کراچی ڈویژن' میر حسن علی نے زور دیا کہ کے بی سی اے کے کردار کو زیادہ شفاف بنایا جائے اور اس کا احتساب کیا جائے انہوں نے اس سلسلے میں "شہری" کے کردار کو سراہا۔

ایسوسی ایشن آف بلڈرز اینڈ ڈویلپرز کے نمائندے فردوس شمیم نے اس مسئلے کے بارے میں بلڈرز کا موقف پیش کیا۔ انہوں نے تعمیراتی قوانین میں مناسب ترامیم کا مطالبہ کیا اور انہیں زمینی حقائق سے متعلق بنانے پر زور دیا' انہوں نے کہا کہ سیاسی اثر ورسوخ کے ذریعے قوانین کو جھکانے کا سلسلہ بند ہونا چاہئے۔

مہمان خصوصی جناب آردشیر کاؤس جی نے اس بات کو سراہا کہ موجودہ ڈی جی کے ڈی اے شاہ محمد مصباح' بدعنوان سیاست دانوں' افسروں اور بلڈرز کی جانب سے کے بی سی اے کے کام میں مداخلت کی مزاحمت کررہے ہیں۔ انہوں نے مسٹر رولینڈ ڈی سوزا' قاضی فائز عیسیٰ' امبر علی بھائی اور شہری کے ارکان اور عملے کی کوششوں کو سراہا جو شہریوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے سرگرمی سے جدوجہد کررہے ہیں۔

شہری کے لئے رضاکاروں کی ضرورت ہے

شہری کے مختلف شعبے ذیل میں درج چھ ذیلی کمیٹیوں کی وساطت سے چلائے جاتے ہیں۔

- آلودگی کے خلاف۔
- میڈیا اور بیرونی روابط (تعلقات)
- قانونی (غیر قانونی عمارتیں)
- تحفظ اور ورثہ (پرانی عمارتیں)
- پارکس اور تفریح
- مالی حصول

ہر وہ شخص جو شہری کے جاری اور مستقبل کے منصوبوں کے لئے مدد (رقم نہیں) کرنا چاہے اس سے گزارش ہے کہ وہ شہری کے دفتر تشریف لائیں یا فون فیکس یا ای میل کے ذریعے شہری کے سیکریٹریٹ سے رابطہ کریں۔

شاہ محمد مصباح اور میر حسین علی

پاکستان میں ماحولیاتی ابتری اور میڈیا کا کردار

جس طرح دیگر مسائل 'یعنی صحت' تعلیم' انسانی حقوق وغیرہ کے بارے میں عوامی شعور پیدا کرنے کے لئے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ اسی طرح ماحول کا مسئلہ بھی نمایاں اہمیت کا حامل ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ الیکٹرانک میڈیا یعنی ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر سرکاری کنٹرول ہونے کی وجہ سے ان کی نشریات میں ماحول پر خاطرخواہ توجہ نہیں دی جاتی۔ نیز انگریزی زبان میں شائع ہونے والے اخبارات اور جرائد میں ماحولیات پر مسلسل مضامین وغیرہ شائع ہوتے رہتے ہیں جبکہ اردو اور علاقائی زبانوں کے اخبار اور جرائد کی ترجیحات مختلف ہیں۔ ان کا بنیادی مقصد اپنی اشاعت کو فروخت کرنا ہے۔ جس کے لئے وہ سیاسی اور سنسنی خیز خبروں کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔

> ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر سرکاری کنٹرول ہونے کی وجہ سے ان کی نشریات میں ماحول پر خاطرخواہ توجہ نہیں دی جاتی

شہری سی بی ای نے گزشتہ دنوں پاکستان میں ماحولیاتی چیلنج اور میڈیا کے کردار' کے موضوع پر ایک مذاکرے کا اہتمام کیا۔ اس کا مقصد تقریب میں شریک ہونے والے ممتاز شہریوں اور مقررین کے

قاضی فائز عیسی اور امبر علی بھائی مہمانوں کے ہمراہ

اردو اور علاقائی زبانوں کے اخبارات اور جرائد کی ترجیحات مختلف ہیں ان کا بنیادی مقصداپنی اشاعت کو فروخت کرنا ہے

باہمی تبادلہ خیال سے ماحول کی ابتری کے ذمہ دار افراد اور اداروں کی نشاندہی' ماحول کے بارے میں عوامی شعور پیدا کرنے اور ماحول کی بہتری کے لئے ممکنہ اقدامات کے بارے میں معلوم کرنا تھا۔

تقریب کے مقررین میں جناب جاوید جبار' محسن علی جنرل منیجر پاکستان ٹیلی ویژن کراچی' قمر علی عباسی' ڈائریکٹر جنرل ریڈیو پاکستان کراچی' فلم پروڈیوسر شیریں پاشا' دھان کاؤس جی' عذرا سید' دی نیوز کراچی' غلام محی الدین جنگ کراچی اور فرحان انور ایڈیٹر انگلش شہری نیوز لیٹر شامل تھے۔ اس سیمینار کا انعقاد فریڈرک نومان فاؤنڈیشن کے تعاون سے کیا گیا تھا۔ شہریوں کی کثیر تعداد نے اس تقریب میں شرکت کی اور تقاریر کے بعد بحث مباحثے میں پر اشتیاق حصہ لیا۔

بقیہ ⇦ شہری سرگرمیاں

○ حکومت کو چاہئے کہ وہ معاشرے کو اسلحہ سے پاک کرنے کی پالیسیاں اختیار کرے اور ان کے نفاذ سے مرحلہ وار ہر قسم کے ہتھیار ضبط کرلئے جائیں۔

○ ہر وہ شخص جو ہتھیار ضبط کروانے میں معاونت کرے اسے ہر ہتھیار کی مارکیٹ قیمت کا ۲۵ فیصد رقم بطور انعام دی جائے۔

○ درہ کے علاقے میں ہتھیار بنانے والوں کو حدف افواج کے لئے ہتھیار تیار کرنے چاہئیں اور عوامی فروخت کو ختم کردینا چاہیئے۔

شہری' سی پی ایل سی اور ایچ آر سی پی وفاقی اور صوبائی حکومت سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ پاکستان کو محفوظ اور بہتر ملک بنانے کے لئے اس قرارداد پر فوری عملدرآمد کروائیں۔

قمر علی عباسی کی خوش گفتاری پر مسکراہٹیں

نوید حسین اپنے مہمانوں کے ساتھ

حاضرین کے سوالات کی قطار

محسن علی کی سوچ بچار اور قمر علی عباسی کی بے خیالی